بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

004-06: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات:29-34)

سورۃالنساء کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے اور جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمْ

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ۟ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا ﴿۲۹﴾﴾ (النساء:29)

جب اللہ تعالیٰ نے پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا ہے کہ انسان ضعیف اور کمزور ہے اور اللہ تعالیٰ نے آسانی اور تخفیف کی ہے اس انسان پر بہت سارے مسائل میں، اور پھر شادی بیاہ کے لیے اُس نے عورتوں کو مہر بھی دینا ہے اور اس کے لیے پیسوں کی ضرورت بھی پڑتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ یہ پیسے کس طریقے سے اس انسان نے کمانے ہیں، کس چیز سے بچنا ہے اور کس طریقے سے حلال کمائی سے اُس نے ان مسائل کو انجام دینا ہے، اس لیے فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾: اے ایمان والو!

اور جب ایمان کا لفظ آجائے اور اللہ تعالیٰ کی ندا ہو ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾: تو پھر مومن کو سوچنا چاہیے کہ وہ کون ہے۔

جو سب سے بہترین صفت ہے اس انسان کی اس صفت سے اللہ تعالیٰ اسے پکار رہا ہے: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾: کہ اے مسلمان! تمہاری پہچان تمہارا ایمان ہے اگر تم واقعی سچے مومن ہو تو جو تمہیں کہا جارہا ہے اسے اچھی طرح سمجھو اور اس پر عمل بھی کرو۔

﴿لَا تَاْکُلُوْٓا﴾: مت کھاؤ۔

﴿اَمْوَالَکُمْ﴾: ایک دوسرے کا مال۔

﴿بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ﴾: ایک دوسرے کا مال جو ہے آپس میں باطل اور ناحق طریقے سے مت کھاؤ۔

جیسا کہ رشوت ہے حرام ہے تمہارے لیے جائز نہیں ہے، ظلم زیادتی سے کسی کا مال چھیننا ہے، ڈکیتی ہے چوری ہے یہ سب جو ہے حرام ہے، سود ہے باقی جو بھی طریقہ ہے باطل جو بھی طریقہ ہے مال کمانے کا یہ تمہارے لیے حرام ہے: ﴿لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ﴾۔

﴿اِلَّآ﴾: استثناء ہے کہ اب تمہارے لیے جو جائز ہے جو حلال ہے وہ یہ ہے: ﴿اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ﴾: اِلَّا یہ کہ تجارت ہو جس پر تم راضی ہو دونوں۔

تجارت ہو اور تجارت کی شرطوں میں سے "التراضی" (دونوں کا راضی ہونا) خریدنے والے اور بیچنے والے کا راضی ہونا شرط ہے جو اس آیت کریمہ میں خرید وفروخت کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔

خرید وفروخت کی سات شرطیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے باقی چھ شرطیں کون سی ہیں؟ اگلے درس میں واجب ہے یاد کر کے آنا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾: اپنے آپ کو قتل مت کرو اور نہ ہی ایک دوسرے کا قتل کرو۔

کیونکہ بات جب آتی ہے خرید وفروخت کی تجارت کی مال کی تو مال فتنہ ہے اس سے جھگڑا بھی ہو سکتا ہے اس سے بات قتل تک بھی جا سکتی ہے، ناحق مال جب انسان کماتا ہے تو جھگڑا ہوتا ہے قتل بھی ہو سکتا ہے۔

تو اپنے آپ کو قتل سے بچاؤ اور دوسروں کو بھی قتل سے بچاؤ قتل ایک دوسرے کا نہیں کرنا ہے اور نہ ہی اپنا قتل کرنا ہے کیوں؟

﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝٢٩﴾: بے شک اللہ تعالیٰ تم پر بہت مہربان ہے بہت رحم کرنے والا ہے۔

اس کی رحمت میں سے یہ بھی رحمت ہے کہ:

(۱) اُس نے سمجھا دیا ہے تمہارے لیے کیا حلال ہے کیا حرام ہے، کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا ہے اور کس چیز سے بچنا ہے۔

(۲) تجارت تمہارے لیے حلال ہے تجارت کرو شرطوں کے ساتھ کرو وہ حلال ہے۔

(۳) اور تجارت کے علاوہ جو بھی باقی حرام راستے ہیں کمائی کے وہ سب تمہارے لیے جائز نہیں ہیں اُن سے بچو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرنا چاہتا ہے کیونکہ جھگڑا ہو گا فتنہ ہو گا قتل وغارت ہو گی تو الرحمٰن الرحیم کی رحمت کا یہ تقاضہ کبھی نہیں ہے کہ تمہیں اس حالت میں چھوڑ دے۔

(۴) اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر خاص مہربانی کرنا چاہتا ہے تو اس لیے تمہیں ان چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے خیال رکھنا پڑے گا حلال کمائی کرنی پڑے گی اور حرام سے بچنا پڑے گا۔

﴿وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝٣٠﴾ (النساء:30)

اور جو شخص تم میں سے جو یہ کرے گا یعنی حرام کمائی یا ناحق مال کھائے گا: ﴿عُدْوَانًا وَّظُلْمًا﴾: سرکشی اور زیادتی کرتے ہوئے اور ظلم کرتے ہوئے (یعنی بھول چوک اُس سے نہیں ہوئی)۔

کسی سے بھول چوک ہو گئی ہے یا جہالت کا شکار ہے اسے پتہ نہیں ہے غلطی اس سے ہو گئی ہے خطاء ہو گئی ہے تو وہ نہیں، جان بوجھ کر ظلم وزیادتی کرتے ہوئے اگر کسی نے ایسا کیا ہے: ﴿فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا﴾: بس عنقریب اسے ہم آگ میں ڈال دیں گے۔

﴿وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝٣٠﴾: اور یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ عاجز نہیں ہے ہر چیز پر قادر ہے وہ تمہیں پکڑ بھی سکتا ہے سزا بھی دے سکتا ہے دنیا میں بھی تمہیں سزا دے سکتا ہے، اگر دنیا میں سزا سے بچ گئے مطلب یہ نہیں کہ تم نے ٹھیک کام کیا ہے، ظلم اور زیادتی کرنے والا اگر دنیا میں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ گیا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے جہنم

میں داخل کر دے گا اور جہنم کی سزا اور عذاب دنیا کی سزا سے بہت بڑھ کر ہے! انسان تصور بھی نہیں کر سکتا سوچ بھی نہیں سکتا کہ کتنا سخت عذاب ہے!

کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں: "کہ اللہ کی پکڑ تو ہوئی نہیں، ہم نے چوری کی ہے ڈکیتی کی ہے پکڑے نہیں گئے ہم"؛ خوش ہوتے ہیں کہ ہمیں کوئی سزا نہیں ملی ہمیں کوئی عذاب نہیں ملا کوئی تکلیف نہیں ہوئی تو کیا اللہ تعالیٰ راضی ہے ایسے لوگوں سے؟ ہرگز نہیں!

(۱) اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہے تمہیں ڈھیل اور چھوٹ دی جارہی ہے یا توبہ کر لو ابھی وقت ہے تمہارے لیے۔

(۲) یا پھر تمہارے پاس کوئی عذر باقی نہیں رہے گا جب پکڑ ہوگی جہنم میں سزا ہو گئی تو بہت سخت ہو گی (نعوذ باللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِن تَجْتَنِبُوا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ﴾: (النساء:31)

(اگر تم بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے)

﴿نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ﴾: تو ہم تم سے تمہارے گناہوں کو (یعنی چھوٹے جو گناہ ہیں وہ) دور کر دیں گے۔

تمہارا بڑے گناہوں سے بچنا تمہارے چھوٹے گناہوں کو مٹا دیتا ہے: ﴿نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ﴾: تکفیر کا معنی جو ہے یعنی ہم تمہیں ان چھوٹے گناہوں سے دور کر دیں گے اور اُنہیں ڈھانپ دیں گے۔

﴿وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ۝٣١﴾: اور تمہیں عزت والے مقام میں داخل کر دیں گے (یعنی جنت میں داخل کر دیں گے)۔

ان دونوں آیتوں میں ایک میں جہنم کا ذکر ہے عذاب کا سزا کا ذکر ہے اور دوسری آیت میں جنت کا ذکر ہے اور ثواب کا ذکر ہے انہیں کہتے ہیں "آیات الوعد والوعید" اور یہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے کہ "آیات الوعد والوعید" جو ہیں ان دونوں کو ایک ساتھ لے کر چلتے ہیں، یہ نہیں کہ صرف ان دونوں میں سے ایک کو لے لیں اور دوسرے کو چھوڑ دیا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے قرآن مجید میں دیکھیں اکثر جگہوں پر دونوں کا ایک ساتھ ذکر ہے:

(۱) جنت کا ہے تو دوزخ کا بھی ہے، دوزخ کا ہے تو جنت کا بھی ہے۔

(۲) اگر اس میں کوئی خیر کی بات ہے یا خوشخبری ہے ثواب کی بات ہے تو اس میں پھر گناہ کی بات اور اس کے ساتھ اگلی آیت میں سزا کی بات بھی ہوتی ہے۔

وعد اور وعید ہے اور اس میں اہل قبلہ کے تین گروہ ہیں:

(۱) ایک گروہ ہے خوارج اور معتزلہ کا جو وعیدی ہیں (جن کو وعیدی کہا جاتا ہے) یہ صرف عذاب کی آیتوں کو لیتے ہیں وعید کی آیتوں کو لیتے ہیں۔

(۲) اور دوسری قسم کے لوگ جو ہیں ان کے برعکس ان کی ضد میں مرجئہ جو ہیں وہ صرف وعد کی آیات کو لیتے ہیں۔

(۳)اور تیسرے اہل سنت والجماعت اِن کے بیچ میں ہیں۔

کیونکہ مسئلہ یہ ہوا ہے کہ جو کبیرہ گناہ کرتا ہے مسلمان اس کا کیا حکم ہے؟

(۱) تو خوارج نے کہا کافر ہے کیوں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قرآن مجید میں کہ جہنم میں داخل ہو گا دیکھیں اس آیت میں دیکھیں: ﴿فَسَوۡفَ نُصۡلِيۡهِ نَارًا﴾ (النساء:30): اس نے گناہ کیا کیا ہے اس نے حرام مال کھایا ہے ظلم اور زیادتی کی ہے تو جہنم میں داخل ہو گیا ہے، اور بعض آیات میں: ﴿خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا﴾ (الاحزاب:65) کا ذکر بھی ہے (ہمیشہ کے لیے یعنی لمبے عرصے کے لیے)۔

تو وعید کی آیات کو لے کر خوارج نے کہا کافر ہے۔

معتزلہ نے کہا کہ دونوں درجوں کے بیچ میں ہے، نہ مومن ہے نہ کافر ہے بیچ میں کہیں پر ہے لیکن آخرت میں ہمیشہ جہنم میں رہے گا آخرت میں کافروں کا حکم ہے۔

ان کو وعیدی کہا جاتا ہے "الوعيدية" عربی میں؛ کون ہیں؟ خوارج اور معتزلہ۔

(۲) ان کے جو برعکس ہیں ان کی ضد میں ہیں جو وعد کی آیات کو لیتے ہیں یہ مرجئہ ہیں انہوں نے کہا کہ یہ شخص جو کبیرہ گناہ کرتا ہے یہ مومن ہے اس کا ایمان پکا ہے کامل ایمان ہے اس کا یہ پکا مومن ہے اس کا ایمان ابو بکر صدیق کے ایمان جیسا بلکہ فرشتوں کے ایمان جیسا ہے!

بھئی زانی ہے گناہگار ہے شراب خور ہے حرام خور ہے یہ سود کھانے والا ہے؟! کہتے ہیں کہ کوئی فرق نہیں پڑتا گناہ کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں ہے عمل کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں ہے، تو کیا ہیں؟ مرجئہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس کا ایمان پکا ہے!

(۳) اور دونوں کے بیچ میں وسطیت کے اہل جو ہیں "اہل سنت والجماعت" وہ کہتے ہیں کہ جو کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان ہے "**مؤمن بإيمانه فاسق بكبيرته**": اپنے ایمان سے مومن ہے یہ مسلمان ہے، اپنے کبیرہ گناہ کی وجہ سے یہ فاسق ہے (کافر نہیں ہے فاسق ضرور ہے یہ) اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے آخرت میں۔

دنیا میں کیا ہے؟ مومن ہے فاسق ہے: (۱) کافر نہیں ہے جیسے خوارج نے کہا۔ (۲) نہ ہی بیچ میں ہے "**المنزلة بين المنزلتين**" کہ نہ مومن ہے نہ کافر ہے جیسے معتزلہ نے کہا۔ (۳) اور نہ ہی پکا مومن ہے جیسا کہ مرجئہ نے کہا۔

بلکہ فاسق ہے یہ اور آخرت میں معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنے عدل وانصاف سے جتنے ان کے گناہ ہیں کبیرہ گناہ ہیں اتنی سزا دے جہنم میں اور پھر جنت میں داخل ہوں گے، اور چاہے تو اپنے فضل وکرم سے ان کے گناہوں کو معاف کر دے اور جنت میں داخل کر دے بغیر سزا کے معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اسے کہتے ہیں "**الوعد والوعيد**" کہ دونوں آیات پر عمل کرنا اور یہ طریقہ اہل سنت والجماعت کا ہے اور عقیدے کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوۡا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعۡضَكُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ﴾ (النساء:32)

(اور یہ تمنا مت کرو جو اللہ نے فضیلت بخشی ہے آپ لوگوں کو ایک دوسرے پر)

مال میں دونوں برابر نہیں ہیں کسی کا مال زیادہ ہے کسی کا کم ہے، کوئی مرد ہے کوئی عورت ہے کسی کی زیادہ قوامت ہے کسی کی نہیں ہے، کوئی زیادہ خوبصورت ہے کوئی کم خوبصورت ہے، کسی کی آواز اچھی ہے کسی کی آواز اچھی نہیں ہے، جتنی بھی اللہ تعالیٰ نے فضیلت کسی کو بخشی ہے اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اُحکم الحاکمین ہے۔

توجو فضل اللہ تعالیٰ نے کسی اور کو دیا ہے تو اس کی تمنامت کرو کہ میرے پاس وہ چیز کیوں نہیں ہے کیا ہوتا ہے اس میں ؟ کینہ ہوتا ہے بغض ہوتا ہے نفرت ہوتی ہے جھگڑے ہوتے ہیں فساد ہوتا ہے فتنہ ہوتا ہے تو اس سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جو بھی فضل اللہ تعالیٰ نے کسی دوسرے کو دیا ہے اس کی تمنامت کرو۔

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا﴾: مردوں کے لیے وہ حصہ ہے جو انہوں نے کمایا ہے۔

اصل بات کمائی کی ہے کہ تمہارے عمل کیا ہیں اس پر ذرا سوچو اس پر دھیان رکھو، جو تم نے کمایا ہے تم اس کے ذمہ دار ہو اس میں سے اس کا تمہیں حصہ ملے گا۔

﴿وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ﴾: اور عورتوں کے لیے بھی وہ حصہ ہے جو انہوں نے کمایا ہے۔

تو اصل بات یہ نہیں کہ مرد عورت سے بہتر ہے کیوں ہے، میں مرد کیوں نہیں تھی، نہیں! بات یہ نہیں ہے بات یہ ہے کہ :

(۱) مرد نے مرد پیدا ہونا تھا عورت نے عورت پیدا ہونا تھا اور سب نے حساب اپنے ربّ کو دینا ہے دیکھیں کہ میرے اعمال کیا ہیں میری کمائی کیا ہے میرا کسب کیا ہے اصل بات یہ ہے۔

(۲) اور سب کو اس کی یا سزا ہے یا جزاء ہے اُجر ہے عذاب ہے جو بھی ہے وہ اس کا ذمہ دار ہے جو اس کے اعمال ہیں جو اس نے کسب کیا ہے اس کے مطابق ہو گا۔

﴿وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ﴾: اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو۔

حسد نہ کرو بغض نہ رکھو کہ اس کے پاس کیوں ہے میرے پاس کیوں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ سے مانگو نا یہ فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نا اس کے اوپر۔

خاص فضل ہے اللہ تعالیٰ کا فلاں بندے پر کہ زیادہ مال ہے زیادہ خوبصورت ہے زیادہ علم ہے تو اللہ کا فضل ہے نا:

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(الجمعۃ:4)، ﴿وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ﴾: تو اللہ تعالیٰ سے مانگو نا!

تو اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے بلکہ راستہ بھی دکھایا ہے کہ جب یہ نہیں کرو گے تو پھر کرنا کیا ہے؟ اللہ سے دعا کریں۔

کیا دعا کریں؟ کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اپنے خاص فضل سے خاص رحمت عطا فرما۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿۳۲﴾﴾: بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے (اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کس پر کیا فضل کب کرنا ہے)۔

پتہ ہے کہ سارے انسان مالدار ہوتے کتنی سر کشی ہو جاتی؟!

دنیا میں سب ڈاکٹر ہو جاتے سوچیں ذرا کہ سب ڈاکٹر ہیں سب انجینئر ہیں سب مالدار ہیں دنیا چل سکتی ہے کیا؟!

اس لیے جو جہاں پر بھی ہے وہ کسی اور کی حالت کی طرف مت دیکھے کہ اُس کے پاس کیا ہے کتنا ہے،وہ یہ دیکھے کہ میرا عمل کیا ہے میں کیا کر رہا ہوں میرا کسب کیا ہے اور اگر مزید چاہیے تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے نا مانگو اس ربّ سے نا جس نے دیا ہے۔

ہر مالدار خوش نہیں ہوتا یاد رکھیں اور نہ ہر مالدار پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے،یہ مت دیکھیں کہ امیر ہے تو اللہ راضی ہے اُس سے۔

اور ہر غریب سے اللہ تعالیٰ ناراض نہیں ہوتا،اور ہر غریب بھی یاد رکھیں بُرا نہیں ہوتا۔

تو انسان کی اچھا بُرائی مال سے نہیں جڑی ہوئی ہے نہ شکل وصورت سے ہے اللہ تعالیٰ نہ تو شکل کی طرف دیکھتا ہے اور نہ ہی مال کی طرف دیکھتا ہے کس کی طرف دیکھتا ہے؟ دلوں کی طرف دیکھتا ہے کہ کس کا دل کتنا اچھا ہے،اس کا عقیدہ کیا ہے اس کا ایمان کیا ہے،تقویٰ کیا ہے اللہ تعالیٰ یہ دیکھتا ہے۔

جس کا ایمان مضبوط ہے عقیدہ درست ہے تقویٰ اُس کا ٹھیک ہے وہ انسان اچھا ہے اب مال ہے کہ نہیں اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے،شکل وصورت اچھی ہے کہ نہیں،آواز اچھی ہے کہ نہیں اور کچھ دنیا کی اچھائی ہے کہ نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اگر کچھ کم ہے تو اللہ تعالیٰ سے مانگو حسد مت کرو صبر کرو اللہ تعالیٰ کا شکر کرو جو موجود ہے اس پر اور جو نہیں ہے اس پر صبر کرو اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہو۔

کتنا کمال ہے کہ صبر بھی کیا ہے الگ اُجر ہے،شکر کیا ہے الگ اُجر ہے اُس سے اللہ تعالیٰ مزید عطا فرمائے گا اور دعا بھی کی ہے دعا عبادت ہے تو ایسا شخص جو ہے اس سے بہتر نہیں ہے جو یہ سب نہیں کرتا؟!

مالدار نہ صبر کرتا ہے شاید شکر بھی مشکل ہو جائے اور پھر دعا کیا کرے اس کے پاس سب کچھ ہے کون بہتر ہے اب یہ مسکین یا یہ مالدار؟!

تو یہ یاد رکھیں کہ فقیری مسکینی بھی ہمیشہ بُری نہیں ہوتی بعض اوقات اللہ تعالیٰ آزماتا ہے لے کر تاکہ یہ بندہ اللہ کے قریب ہو جائے اور بعض اوقات اللہ تعالیٰ دے کر بھی آزماتا ہے کہ ہو سکتا ہے یہ بندہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جائے؛ تو ہر مالدار لازمی نہیں ہے کہ بُرا ہو بعض لوگوں کو اللہ دے تو زیادہ قریب ہو جاتے ہیں اس لیے کیا فرمایا؟ ﴿وَسۡـَٔلُوا اللّٰهَ مِنۡ فَضۡلِهٖ﴾: اللہ تعالیٰ سے اللہ کے فضل کا سوال کرو حکمت میں ہو گا تو دے گا۔

اگر نہیں دے گا تو آخرت میں کہیں جائے گا آپ کا؟! کمال ہے بھئی نہ دنیا میں مسئلہ ہے اور نہ آخرت میں کوئی مسئلہ ہے تمہیں اور کیا چاہیے؟!

اچھا جو مالدار ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو مالدار ہوتے ہیں نا وہ چالیس سال تک پیچھے رہتے ہیں حساب کے جنت میں داخل بعد میں ہوتے ہیں اور یہ فقیر تو چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہو گیا ہے وہ لائن میں لگا ہے ابھی ہوں گے ابھی جنت میں نہیں جا رہا حساب دینا ہے ابھی اُس نے۔

تو جتنا زیادہ مال اتنا زیادہ حساب جتنا کم مال اتنا کم حساب لیکن اللہ کے فضل سے مانگو اور اللہ کے دیئے ہوئے مال کو صحیح خرچ کرو یہ نہیں کہ میں غلط خرچ کروں یا مال نہیں چاہیے لوگوں سے مانگتا پھروں یہ کون سی بات ہوئی بھئی؟! اللہ تعالیٰ سے مانگو اللہ تعالیٰ تمہیں دے گا اگر تمہارے لیے اچھا

ہے مال کا زیادہ ہونا، نہیں تو اللہ تعالیٰ سے پھر بھی مانگو مال کا زیادہ ہونا آپ کے لیے اچھا نہیں ہے یہاں پر تو نہیں ملے گا آخرت میں نیکیوں کی پہاڑ ہوں گے تمہاری اس دعا کی وجہ سے؛ یہ دعا جو ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نیک اعمال جو ہیں وہ یہ آپ کی دعائیں بن جائیں گی اور اتنا آپ کا ترازو بھاری ہو جائے گا کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے! دنیا میں کیا کیا تھا؟ دعا مانگتے رہے اللہ تعالیٰ سے۔

دعا کیا مانگی؟ دنیا کے اعتبار سے اگر ہو تب بھی دعا ہی ہے: "دعاء المسألة اوردعاء العبادة": اللہ تعالیٰ مجھے نیک اولاد عطا فرما دعا مانگتے رہے مانگتے رہے نہیں ملی اولاد آپ کے حق میں اچھا نہیں تھا اس یقین کے ساتھ، احکم الحاکمین ہے نااولاد سے محروم کیا ہے اولاد نہیں ملی لیکن دیکھا نامۂ اعمال میں اتنی نیکیاں ہیں یہ دعائیں جو ہیں اور ترازو بھاری ہو گئے اس دعا کی وجہ سے۔

اور وہاں پر پتہ ہے جب قیامت کی ہم ہولناکی کی بات کرتے ہیں جہنم سامنے ہے اور کھول رہی ہے ستّر ہزار لگامیں اور ہر لگام کے ساتھ ستّر ہزار فرشتے ہیں یہ کوئی عام باتیں سمجھتے ہیں آپ؟! وہاں پر انسان کہتا ہے کہ میرا سب کچھ لے لو بس میں بچ جاؤں یہاں سے اولاد بھی نہیں چاہیے اولاد کو میں قربان کرنا چاہتا ہوں؛ وہاں پر اولاد کو قربان کرنا چاہتا ہے یہاں پر اولاد ملی نہیں لیکن اس دعا کی وجہ سے وہ اس عذاب سے بچ رہا ہے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے جہنم سے بچ رہا ہے اور درجے بلند ہو رہے ہیں، تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ﴾: (النساء:33)

(اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کے وارث مقرر کیے ہیں جو کچھ چھوڑا ہے مرنے کے بعد والدین نے اور رشتے داروں نے)

﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ﴾: اور جن لوگوں سے تم نے عہد و پیمان کیا ہے کہ ان کو وراثت کا حصہ ملے گا یعنی تو اُن کو اُن کا حصہ دے دو۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝۳۳﴾: بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے مطلع ہے شہید ہے۔

دور جاہلیت میں ایک ہوتا تھا "حِلف" عہد نامہ ہوتا تھا دو لوگوں کے بیچ میں یا دو قبائل کے بیچ میں ہوتا تھا یا دو گھرانوں کے بیچ میں بھی ہوتا تھا اور اس حِلف میں (اس Contract میں) جو وراثت ہے وہ بھی تقسیم کی جاتی تھی۔

ایک وراثت اور رشتے داری نسب سے ہوتی ہے نا اب یہ بھی طریقہ تھا کہ اس عہد کی وجہ سے یہ ایک دوسرے کے وارث بھی ہو جاتے تھے لیکن یہ حکم منسوخ ہو گیا بعد میں جب آیتیں نازل ہوئیں وراثت کی تو یہ حکم جو ہے نا منسوخ ہو گیا اس کے بعد پھر وہی جو رشتے دار اور قرابت دار ہیں اور جو نسب کے اعتبار سے ہیں وہ اس میں اس کے حقدار ہو گئے صرف۔

سوال: یہ آیت منسوخ ہے؟

جواب: یہ آیت منسوخ ہے اس کا یہ حکم جو ہے، ﴿مَوَالِيَ﴾ والی ٹھیک ہے موالی مطلب وہ ہیں جو آپ کے وارث ہیں جن کو عَصَبہ کہتے ہیں وہ ہیں لیکن جو ﴿عَقَدَتْ﴾ اَیْمَانُ کی بات جو آئی ہے نا دوسرا حصہ آیت کا ایمان کہتے ہیں قسم کو، "الأیمان" ایمان ہے فتح سے یہ قسم ہے، عربی میں

اُیمان یعنی قسم؛جب وہ قسم تم لوگوں نے کھائی ہے اور یہ عہد کیا ہے کہ ہم وارث بنائیں گے صرف قسم کی بنیاد پر تو حکم منسوخ ہوگیا ہے،اب وارث کسی کو کہتے ہیں ناجو وارث نہیں ہیں "قسم سے تم میرے وارث ہو میں تمہیں وراثت کا مال دوں گا" دے سکتا ہے ؟نہیں دے سکتا،ہاں وصیت اور ہے قسم نہیں ہے۔!

وصیت انسان کر سکتا ہے لیکن وصیت کا وراثت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وصیت وراثت سے پہلے دی جاتی ہے،اگر کوئی قرض ہو کسی پر وہ پہلے دیا جاتا ہے وصیت پہلے دی جاتی ہے اور جو وراثت کا مال ہے وہ بعد میں تقسیم ہوتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا کہ ایک دوسرے کے فضل کی بات مت کریں جو اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہے،اللہ تعالیٰ سے مانگو لیکن جو تفضیل اللہ تعالیٰ نے کی ہے ایک دوسرے کی اس کی تمنا مت کرو پھر دیکھیں اللہ کا ارشاد ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾(النساء:34)

(مرد جو ہیں وہ عورتوں پر قوام ہیں نگران ہیں)

وہ کیوں؟﴿بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾:اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے۔

کیونکہ جو نگہبان ہے جو بڑا ہے وہ اُس سے افضل ہے جو اُس کے نیچے ہے نا؟اب ذمہ دار مرد ہے تو خاوند جو ہے وہ نگہبان ہے گھر کا سربراہ ہے۔

اور جو سربراہ نہیں اُس سے کم درجے کے ہیں نا؟ تو عورت بیوی جو ہے وہ خاوند کے اعتبار سے کم درجے کی ہے کیونکہ سربراہ ایک ہی ہوتا ہے دو نہیں ہوتے۔

سربراہ جو قوام ہے قوامت اللہ تعالیٰ نے مرد کو دی ہے خاوند کو دی ہے کیوں؟وہی تفضیل کی بات ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے تو تمنا اس کی مت کرو:﴿بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾۔

﴿وَّبِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾:ایک تو یہ وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی ہے دوسری یہ کہ جو مردوں نے خاوندوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے۔

نان نفقہ کس پر فرض ہے؟بیوی پر نہیں ہے،تو بیوی لینے والی ہے خاوند دینے والا ہے۔

تو دینے والا بڑا ہے یا لینے والا بڑا ہے؟دینے والا بڑا ہے۔

یہ حق کس نے اس کو دیا دینے والے کو؟اللہ نے اس کو حق دیا ہے اس پر واجب کر دیا ہے کہ تم نے دینا ہے،یہ بھی وجہ ہے کہ افضل جو ہے قوامت مرد کی ہے خاوند کی ہے بیوی کی نہیں ہے۔

اچھا اگر بیوی کمانے والی ہو جائے تو قوامت اس کی ہوگی؟نہیں!کیونکہ اس پر فرض نہیں ہے۔

شریعت کے احکام واضح ہیں بیوی اگر کما کر بھی دیتی ہے تو اس پر فرض نہیں کہ وہ خاوند پر خرچ کرے اس لیے بیوی خاوند کو زکوۃ دے سکتی ہے، خاوند بیوی کو زکوۃ نہیں دے سکتا۔

کیوں؟ کیونکہ جس پر خرچ کرنا فرض ہوا ُسے زکوۃ نہیں دی جاسکتی، جب بیوی پر فرض ہی نہیں ہے کہ وہ خاوند کو خرچ دے گھر کو چلائے، وہ خود خوشی سے کرنا چاہتی ہے مدد کرنا چاہتی ہے سب اچھی باتیں ہیں اگر شریعت کی حدود میں رہ کر بیوی اپنے پردے میں رہ کر کوئی کام کرتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے بشر طیکہ اللہ تعالیٰ کا حکم سب سے پہلے ہے اُس میں کوئی کوتاہی نہ ہو" خاوند کے حقوق اور بچوں کی تربیت کے حقوق" ان میں اگر کوئی کمی کوتاہی نہیں ہوتی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے بیوی حلال کمائی کرسکتی ہے شریعت کی حدود کے اندر رہ کر لیکن پھر بھی اُس پر خاوند پر خرچ کرنا فرض نہیں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، اب خوبصورت الفاظ دیکھیں پیارے الفاظ، ذرا غور کریں الفاظوں پر:

﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾: عورتیں نہیں کہا نساء نہیں کہا بات نساء کی ہو رہی ہے شروع سے؛ خاص عورتوں کا ذکر ہے اب خاص بیویوں کا ذکر ہے اب، عام بیوی کی بات نہیں ہو گی اب؛ بات فضیلت کی ہے خرچ کی ہے اور گھر میں سربراہ کون ہے اس کی بات ہو رہی ہے اب دیکھیں پیارے الفاظ:

﴿فَالصّٰلِحٰتُ﴾: تو تم میں سے جو صالحات ہیں جو نیک بیویاں ہیں۔

﴿قٰنِتٰتٌ﴾: تابعدار ہیں فرمانبردار ہیں اپنے ربّ کی اور اپنے خاوند کی بھی (﴿قٰنِتٰتٌ﴾ میں القنوت یعنی یہ فرمانبرداری کا سب سے بڑا درجہ ہوتا ہے تو اپنے ربّ کی بھی فرمانبردار ہیں صالح جو ہیں نا)۔

صالح ہونے کی سب سے بڑی نشانی کیا ہے؟ کہ فرمانبردار ہوتی ہیں؛ کس کی؟ اپنے ربّ کی سب سے پہلے کیونکہ ربّ کے حکم کے مطابق وہ خاوند کی بھی تابعدار ہیں اُس کی بات مانتی ہیں ہر وہ بات جس میں اللہ تعالیٰ کی معصیت نہ ہو نافرمانی نہ ہو۔

﴿حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ﴾: گھر کی حفاظت خاوند کے پیچھے بہترین طریقے سے کرتی ہیں۔

جب خاوند گھر میں نہیں ہوتا تو اپنی حفاظت اپنی عزت کی حفاظت، گھر کی حفاظت، بچوں کی تربیت، اور گھر پورے کی حفاظت یہ عورت کرتی ہے کیونکہ ﴿حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ﴾ ہے۔ ﴿بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾: اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے۔

توفیق اللہ تعالیٰ دیتا ہے حفاظت اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے اگر کوئی اس پر عمل کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اُسے توفیق دیتا ہے: ﴿بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾: اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے۔

اگر یہ تین چیزیں عورتوں میں نہ ہوں:

(۱) صالحات سب سے پہلے نہ ہوں۔ (۲) پھر ﴿قٰنِتٰتٌ﴾ میں بھی کمی ہو جائے گی۔ (۳) پھر ﴿حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ﴾ میں بھی کمی ہو جائے گی۔

اور پھر ایک خاص عورتوں کا ذکر ہے خاص بیویوں کا جو خاوند کے حقوق کی ادائیگی نہیں کرتیں اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا شروع ہو جاتی ہیں اسے کہتے ہیں ناشزبیوی (نشوز کہتے ہیں)، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ ﴾: یہ نہیں فرمایا کہ تم ناشزات ہو (صالحات کی جگہ کیا ہونا چاہیے ؟ ناشزات) نہیں نہیں! پھر حکم کس کو ہے کس کا مخاطب ہے اللہ تعالیٰ؟ مردوں کو خاوندوں کو: ﴿ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ ﴾: اور وہ بیویاں یا وہ عورتیں جن کا تمہیں خدشہ ہو یا ڈر ہو کہ وہ ناشز ہو جائیں۔

نُشُوز عربی زبان میں اونچی جگہ کو جو اوپر جگہ ہے نا اونچی والی جگہ اُسے نُشُوز کہتے ہیں واضح ظاہر جو دور سے نظر آئے؛ اگر بیوی اپنے آپ کو بڑا سمجھنا شروع ہو جائے اور خاوند کے حقوق کی پامالی کرنا شروع کر دے تو اسے ناشز بیوی کہتے ہیں۔

﴿ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ ﴾: جن کے نُشُوز کا تمہیں ڈر ہے، ہوا نہیں ہے اب وہ ہو رہی ہے کیونکہ ہر چیز کی ابتداء پھر انتہا ہوتی ہے تو انتہا سے بچنے کے لیے پہلے اب راستہ بتا دیا ہے کہ اس سے بچنا کیسے ہے۔

نُشُوز تک بیوی پہنچی ہے اب اُس کی ابتداء ہو گئی ہے نافرمانی کی اپنے آپ کو بڑا کرنے کی تو اس کا اینڈ رزلٹ (End result) اچھا نہیں ہے کیونکہ طلاق پھر یہ مصیبتیں آجاتی ہیں، خلع کے مسئلے آجاتے ہیں، جدائی کی بات آتی ہے، نہیں! وہاں تک جانے کی ضرورت نہیں پڑتی ابھی وقت ہے اُسے سنبھالنے کا بہتر کرنے کا جیسی بھی تبدیلی بیوی میں آتی ہے۔

دیکھیں روٹھنا نُشُوز نہیں ہے ناراض ہونا نُشُوز نہیں ہے، نُشُوز اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور اپنے خاوند کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا جان بوجھ کر خطا ہو گئی جھگڑا کبھی ہو گیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ کہ بیوی خاوند کو مارتی ہے ناشز ہے؟ اس سے بڑا نُشُوز کیا ہو گا کہ اگر بیوی خاوند پر ہاتھ اُٹھاتی ہے! (اللہ المستعان)۔

تو بیوی کا اگر تمہیں ڈر ہو خدشہ ہو کہ نُشُوز کی طرف جا رہی ہے اور ناشز ہے اب کیا کرنا ہے حل دیکھیں ذرا:

سب سے پہلے: ﴿ فَعِظُوْهُنَّ ﴾: انہیں نصیحت کرو سمجھاؤ۔

وعظ کہتے ہیں ایسے الفاظ جو دل کو نرم کر کے اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں، ڈرانے والے الفاظ کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر جائے اسے وعظ (نصیحت) کہتے ہیں خاص قسم کی نصیحت جس میں جس کو آپ نصیحت کر رہے ہیں ایسے الفاظ استعمال کریں کہ اللہ تعالیٰ کا ڈر کا بیج اس کے دل میں بو دیں تاکہ اللہ کا ڈر ہمیشہ اس کے ساتھ ہو اور نافرمانی سے بچ جائے اسے کہتے ہیں وعظ، ﴿ فَعِظُوْهُنَّ ﴾: سب سے پہلے۔

﴿ وَاهْجُرُوْهُنَّ ﴾: اور بستروں میں ان کو ہجر کر کے الگ کر دو۔

اب تو ڈبل بیڈ ہوتے ہیں نا اب کمبل بھی ڈبل ہوتا ہے، رضائی بھی ڈبل ہوتی ہے ایسا ہوتا ہے نا کیا جا کر بازار میں دو بیڈ الگ لے لو اس بیڈ کو نکال دو تو پھر کیا ہو گا ہجر؟! نیچے جا کر سو جاؤ یا اس سے کہو نیچے سو جاؤ، نہیں نہیں!

کیا کرنا ہے؟ آپ نے رُخ اس طرف پھیر لینا ہے اسے ہجر کہتے ہیں **"فی المضجع"** ہے بیڈ کے اوپر ہی، کمرا چھوڑ کر چلے جانا ہے غصے میں یہ بھی ہجر میں سے ہے لیکن آپ نے وہ کرنا ہے جس میں آسانی ہے اور یہی آسانی ہے۔

بیوی چھوڑ کر چلی گئی غصے میں اور اکثر یہی ہوتا ہے خاوند بیچارا عمل تو کرنا چاہتا ہے نا﴿فَعِظُوْهُنَّ﴾ کام نہیں آیا بڑی نصیحت کی ہے سنتی نہیں ہے اب ہجر کرنے کا موقع آیا تو اس طرف منہ کیا اس نے کمرہ ہی چھوڑ دیا کہ جاؤ مرو اُدھر منہ کرتے ہو میں کمرہ ہی چھوڑ دیتی ہوں! بعض غصے میں آکر گھر ہی چھوڑ دیتی ہیں!

اللہ تعالیٰ سے ڈریں اللہ نے یہ حکم دیا ہے واللہ! گھر کو بچانے کے لیے، غیظ اور غصہ اپنی جگہ پر ہے غصہ رہے گا یہ سب ایک دنیا کا حصہ ہے، میاں بیوی میں جھگڑا ہوتا ہے اگر نمک کے برابر ہو کھانے میں تو اچھا بھی لگتا ہے اس سے بچ نہیں سکتے آپ ہو گا یہ، دیکھیں آپ ایسے دو لوگ ملے ہیں کہ آپ نے زندگی میں دیکھا نہیں تھا ایک دوسرے کو۔

نہیں وہ نہیں کہ فیملی میں کزن سے شادی ہوئی بچپن سے جانتے تھے الگ ہے لیکن اکثر شادیاں کیا ہوتی ہیں؟ اجنبی لڑکی ہے اجنبی عورت ہے پتہ نہیں کیا کلچر ہے کیا ماحول ہے اس کا کیا ہے دونوں ایک چھت کے نیچے رہنا کوئی عام بات ہے بڑا چیلنج ہے یہ! لیکن مودت اور رحمت اس رشتے میں اللہ تعالیٰ نے جوڑ دیا ہے اور یہ ہمیشہ رہتا ہے اس رشتے میں تو نا ممکن نہیں ہے ممکن ہے اس کو بہتر کرنے کے لیے۔

تو سب سے پہلے نصیحت کریں بہترین طریقے سے ،اور پھر ہجر کر دیں، پھر ﴿فِي الْمَضَاجِعِ﴾: بستروں میں، اور اگر یہ بھی کام نہ آئے، ﴿وَاضْرِبُوْهُنَّ﴾: ان کو پھر مارنا ہے غیر مبرح جیسے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ایسی مار کہ نشان نہ پڑے (نشان نہیں پڑنا چاہیے) اس مار کو کہتے ہیں اتنا بتانا کہ میں نے تمہیں مارا ہے کہ انسلٹ (Insult) ہو جائے، تکلیف دینا درد لازمی نہیں ہے کہ مار میں درد ہو؛ بعض لوگ غلط سمجھتے ہیں کہ مار سے مراد درد ہے، نہیں!

ایسی مار جو بغیر درد کے ہوتی ہے ممکن ہے کہ نہیں؟ مار تو مار ہی ہوتی ہے نا کیا ہر مار میں درد ہوتا ہے؟ نہیں! ہر مار میں درد نہیں ہوتا۔

بچے کو اگر دس سال کا ہو نماز نہ پڑھے کیا کرنا ہے ہڈی پسلی توڑنی ہے؟ زور سے مارنا ہے؟ کیسے مارنا ہے؟ مارنے کا لفظ تو ہے نا کیسے مارنا ہے؟ اتنا مارنا ہے پتہ چلے کہ گھر کا جو سربراہ ہے نا یہ ناراض ہے اور ناراضگی کی وجہ سے سزا دی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو اُس نے مارا ہے۔

اور بعض علماء کے نزدیک اس کی مثال جیسے مسواک ہوتی ہے نا ایک بالشت لمبی آپ یوں مار دیتے ہیں، پتہ چلے کہ تم نے غلطی کی ہے۔

بعض عورتیں کہتی ہیں کہ دس دفعہ ماریں کیا فرق پڑتا ہے اس سے کیا ہوتا ہے؟!

یہ نہیں پتہ کہ انسلٹ (Insult) ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اللہ تعالیٰ ناراض ہے تم سے پتہ ہے؟! یہ جو باتیں ہو رہی ہیں اللہ تعالیٰ خوش ہے ایسی بیوی سے! وعظ اور نصیحت اللہ تعالیٰ سے ڈریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ختم ہو اور تم ٹھیک سیدھی ہو جاؤ، وہ بستر الگ ہو گیا اللہ تعالیٰ ناراض ہے تم سے ایسا مت کرو!

خاوند اگر ناراض ہو جائے جیسے پتہ ہے حدیث میں ہے کہ فرشتے لعنت بھیجتے ہیں؛ قصور بھی ہے ناشزہ ہے نا بیوی قصور بیوی کا ہے خاوند کا حق ادا نہیں کرتی خاوند اُس طرف منہ کر کے سو رہا ہے غصے میں فرشتے فجر تک لعنت بھیجتے ہیں (نعوذ باللہ) تو اللہ تعالیٰ ناراض ہے نا! تو اصل بات یہ نہیں کہ خاوند تمہیں مسواک سے مارتا ہے تم خوش ہو جاؤ کہ اور دس اور مارو کوئی فرق نہیں پڑتا! یعنی ہڈی پسلی توڑو پھر فرق پڑے گا مسواک سے تمہارا اس طریقے سے مارنے میں فرق نہیں پڑے گا کوئی اور حربہ استعمال کرو!

بعض لوگ بڑا اایگز جریٹ (Exaggerate) کر دیتے ہیں کہ بچی کو مار دیا اس نے! اور کیا مارا ہے بیچارے نے کوئی نیل کا نشان ہے؟! نیل کا نشان پڑنا چاہیے پھر، شرعی طریقے سے مارا ہے اس بیچارے نے یہ اس لیے کہ اللہ نے حکم دیا ہے اپنی بیٹی کو سمجھاؤ نا کہ اس کی جو غلطی ہے اس کو سدھار لے۔

اس کو پھر بچی کو گھر سے لے گئے بیٹی کو گھر سے لے گئے بڑا ہنگامہ کر دیا بھئی بچی کو ابھی طلاق کو دے دیں! اللہ سے ڈرو کیا طلاق کی بات ہو رہی ہے کچھ بھی نہیں ہوا ہے دیکھو کیا مسئلہ ہوا ہے، بھئی اس نے ہاتھ اٹھایا ہے۔

بھئی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ناہاتھ اٹھانے کا کہ کیسے ہاتھ اٹھائے کب اٹھائے کیسے کرنا ہے۔

ہاں! بیوی اگر ناشزنہیں ہے تو خاوند کے لیے جائز نہیں ہے، اگر بیوی ٹھیک ہے صالحات اور قانتات میں سے ہے تو حرام ہے خاوند پر کہ اسے اذیت دے، بستر الگ کرنا بھی حرام ہے، ہاں! وعظ تو ویسے ہی ہوتا ہے نصیحت تو ہمیشہ چلتی رہتی ہے لیکن مارنے کی بات اور بستر الگ کرنے کی بات خاوند کے لیے جائز نہیں ہے کہ بغیر وجہ کے وہ کرے۔

﴿فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا﴾: اگر وہ تمہاری بات کو مان لیں یعنی سیدھی ہو جائیں اور نُشُوز کو چھوڑ دیں ﴿فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا﴾ پھر تو ان پر کوئی راہ تلاش نہ کرو ان کو چھوڑ دو۔

اب یہ ایک طریقہ تھا مارنے کا اور ہجر کا سب ختم ہو گیا اب اللہ تعالیٰ سے ڈر گئی ہیں اور جو آپ چاہتے تھے جو اصل مقصد تھا کہ گھر بچ جائے اور یہ ازدواجی زندگی جو ہے یہ پھر سے اچھے راستے پر گامزن ہو جائے تو اب اس کے بعد اس کا ذکر نہیں کرنا اس کو بار بار کوسنا نہیں ہے طعنہ نہیں دینا کہ دیکھا تم نے پہلے بھی کیا تھا۔ یہ اب کس کے لیے حکم ہے؟ مردوں کے لیے، دیکھیں مرد بننا پڑتا ہے نا۔

بعض کیا ہوتے ہیں؟ تم نے پہلے بھی کیا تھا تو مارا تھا نا تمہیں دیکھا کیسا لگا اب تمہیں پھر مارتا ہوں۔

نہیں بھائی! وہ گزر گیا ہے، میاں بیوی کے رشتے میں سب سے خرابی اسی بات پر ہوتی ہے جو پُرانی باتیں بیچ میں آتی ہیں رشتے کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہیں! پچھلا ختم ہو گیا عورت بات کرتی ہے اس کی عادت ہے اور تم بھی عورتوں کی طرح عادتیں بنا چکے ہو اپنی؟! او عقل سے کام لو بھئی تم گھر کے سربراہ ہو اپنا مقام دیکھو اللہ تعالیٰ نے تمہیں کیا مقام دیا ہے، اُس نے کہا، کہ تم نے ایسا کیا تھا نا، وہ مسکین اس کے ساتھ اس کو کھینچ لیتی ہے ناوہ تو نیچے گری ہوئی ہے نا اسے نیچے یوں کھینچ لیتی ہے نا یار تم ہاتھ پکڑ کر لگا کر اسے اوپر اٹھاؤ نا اگر اُس کے اندر یہ غلطی موجود ہے تو آپ وہ غلطی مت کرو نا!

اس لیے کیا فرمایا؟ ﴿فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا﴾: یہ اب دروازہ بند کر دیا ہے پچھلے باتیں ختم ہو گئی ہیں کیوں؟

﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۳۴﴾: بے شک اللہ تعالیٰ سب سے اعلیٰ سب سے بلند ہے اور سب سے بڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ العلی الکبیر ہے اگر عمل نہیں کرو گے تم بڑے ہو تو ربّ سب سے بڑا ہے یہ بڑائی تمہیں ربّ نے دی ہے، نُشُوز عورت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ بڑی نہیں ہے، تم گھر کے بڑے ہو لیکن ربّ سے بڑے نہیں ہو، بلند رجہ تمہیں ربّ نے دیا ہے اللہ تعالیٰ سے بلند تم نہیں ہو اس لیے

اپنی حد میں رہ کر فیصلہ کرو حد میں رہ کر کام کرو جب بیوی ٹھیک ہو جائے سدھر جائے آپ نے اُس پر طعنہ زنی نہیں کرنی کوئی طعن نہیں دینا کوئی بھی اُسے تکلیف یا اذیت نہیں دینی اور نہ ہی پھر ہاتھ اٹھانا ہے بغیر وجہ کے جب تک کہ یہ نُشُوز نہ ہو پھر یہ کام کرو جو کیا ہے لیکن پچھلے طعنے تم نے نہیں دینے کیونکہ اللہ تعالیٰ العلی الکبیر ہے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 004-06: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات:29-34) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیری غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio